کتاب دیدار

حضرت سلیمان تونسوی رح

باجازت حضرۃ خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

سجادہ نشین تونسہ شریف

مرتبہ

نیاز نقش خلیفہ رحیم بخش خادم درگاہ سلیمانی

ملنے کا پتہ

خلیفہ نور احمد چشتیہ کتاب گھر تونسہ شریف

۷۸۶

تمہید

درین طرفہ بین ز پیر مغانم عنایتے   مورے ہمی کند بہ سلیمانؒ حکایتے

حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ زمانہ آخر کے وہ عارف کامل ہیں۔ جنکے عرفان و کمالاتِ روحانی نے دنیائے روحانی میں اک تہلکہ مچا دیا۔ جس سے سلفِ صالحین کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اس دنیا میں شاید کوئی ایسا ہو۔ جسے اس محسنِ اعظم سے دلی اُنس و لگاؤ نہ ہو۔ عرصہ دراز سے احباب کے مسلسل تقاضا کو پورا کرنے کیلئے حسب الارشاد حضرت خواجہ خان محمد صاحب سجادہ نشین درگاہ سلیمانی تونسہ شریف یہ تازہ پیشکش معنون دیدارِ حضرت سلیمان جو آپکی سیرت کا آئینہ اور دورِ حاضر کے مشتاقان و عقیدتمندان کیلئے تحفہ ہے۔ جہاں خادم کو اپنی بے بضاعتی کا بلا تکلف اعتراف ہے وہاں حضور کی توجہ خاص کا بصد افتخار ذکر باعث فخر ہے یہی وہ تائید ہے جسکی بدولت دریا کو کوزے میں بند کرنے کی ہمت ہوئی ورنہ کہاں اپنی کم مائیگی اور کہاں اس اہم فریضہ کی ادائیگی   گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم
نیاز نقش رحیم بخش

ہماں نورِ جہاں آرا کہ شد اندر عرب پیدا
ہمانا در عجم آمد بہ گردد فرافغانی

خواجہ محمد سلیمان صاحب رح

جن لوگوں کی طبیعتوں پر مغرب کا رنگ گہرا چڑھ گیا ہے بد قسمتی سے ان میں یہ یقین بڑھتا گیا۔ کہ تصوف اسلام سے الگ کوئی راہ ہے۔ جس نے قوم میں تعطل اور رہبانیت کی بنیاد ڈالی۔ لیکن حق یہ ہے۔ کہ اسلام میں جن لوگوں نے عشق حقیقی کا جام نوش کر کے تزکیہ نفوس کیا۔ اور اُن پر اسرارِ باطن کی کھڑکی کھول دی گئی۔ بشرطیکہ اُن کا قدم صراطِ مستقیم یعنی شریعت حقہ سے اِدھر اُدھر نہ ہٹا۔ وہی لوگ صوفی کہلانے لگے اس گروہ کے باکمال بزرگ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ ۔ بابا فرید الدین اجودھنی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہم لوگ تھے۔ جو اسلام

کے عالم باعمل اور اسلامی اخلاق کے سچے نمونے تھے۔ جنکو قرآن کریم نے اپنی اصطلاح میں "الصالحین" "یا عباد اللہ" "یا عباد الرحمن" کے نام سے پکارا۔ یہی وہ گروہ ہے۔ جو خدا کی روحانی نعمتوں کا مورد۔ اور جس کے نقش قدم پر چلنے اور رہنے کی تلقین ہر مسلمان کو نماز میں کی گئی ہے۔ اس نے قوم میں تعطل اور بزدلی کی فضا نہیں پیدا کی۔ بلکہ اسی گروہ کے زمزمہ ہائے عرفان نے قوم کو بیدار کیا۔ جدوجہد کی سرفروشیاں۔ سرمستیاں۔ عشق حقیقی کی کی بادہ پرستیاں انہی باکمال بزرگوں کی شوریدہ زندگیوں سے قوم میں پیدا ہوئیں۔ جن کے سب سے بڑے خود آں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کمالات روحانی کی پہلی اور آخری بلند سے بلند سیڑھی عشق کی لذت سوز و گداز ہے۔ عشق سے اتباع سنت کا شوق اور عبادت الٰہی میں ذوق پیدا ہوتا ہے۔ یہ

ذوق تزکیہ نفوس کراتا۔ اور مکارم اخلاق سکھاتا ہے۔ جس
سے انسانی روح آخرکار پایۂ کمال پر پہنچتی ہے۔ اور جب کبھی
کسی مرد کامل کو روحانی عروج نصیب ہوجاتا ہے تو اس سے
کیا کیا نتائج اور کن کن محاسن کی جلوہ آرائیاں ہوتی ہیں۔
ان ہی قسم کے ایک عارف کامل حضرۃ محمد سلیمان صاحب
تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا تذکرہ انہی واقعات سے
پُر ہے۔ یہ آخری زمانہ کی ایک ایسی مقدس ہستی ہے جو یہ ظاہر
کرتی ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ
زمانۂ آخر تک جنیدؒ اور رومؒ کے مظاہر پیدا کرتا رہا۔
آپ کا نام نامی "سلیمان" والد کا نام زکریا بن عبدالوہاب
بن عمر بن عثمان محمد" والدہ بی بی زلیخا جو زکریا کے اپنے
خاندان کی مایۂ ناز خاتون تھیں۔ آپ سنہ ۱۱۸۳ھ مطابق
سنہ ۱۷۶۹ء کوہ سلیمان علاقہ درگ مقام گرگوجی میں پیدا

ہوئے۔ زکریا اُس جعفر قبیلہ کے سردار تھے جو امدانی بمالانی کہلاتا ہے۔ تمام قبائل جعفر میں زکریا کا خاندان شرافت نسبی کے اعتبار سے مشہور اور علم و فضل کا گھرانہ تھا۔

جیسا کہ عادات الٰہی جاری ہے۔ آپ کی پیدائش سے تھوڑے دنوں بعد شفیق باپ کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا۔ وہ دُرِ یتیم ہو کر تنہا مادر مشفق کی گود میں پلنے لگے۔ شریف ماں پر یہ زمانہ عسرت کا تھا۔ جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی تو لائق ماں نے اس تنگی و پریشانی کے باوجود آپ کو حافظ قرآن کے سپرد کیا۔ ملا یوسف جعفر سے پندرہ سپارے حفظ کئے پھر حاجی صاحب جو اُن دنوں پہاڑ میں ایک باخدا شخص تھے۔ سالم قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل فرمائی۔ پھر علاقہ سنگھڑ تحصیل علم کے لئے آئے۔ یہاں آکر میاں حسن علی کے حلقۂ درس

میں داخل ہوئے اس کے بعد تونسہ کو چھوڑ کر میاں ولی محمد
ارائیں کے درس میں شامل ہوئے جو دریائے سندھ کے
کنارے "لانگہ" نام ایک بستی میں پڑھایا کرتے تھے۔ آٹھ
برس تک گلشن معرفت کا یہ سدا بہار پھول علم ظاہری
کی کامل آبیاری میں پروان چڑھا۔ اس کے بعد سنگھر کو چھوڑ
کر آپ کو علم کی پیاس مختلف گھاٹوں پر لے گئی اور گھر واپس
نہ آئے۔ جب تک عشق الہی کی لہر نے آکر اُسے نہ بجھایا۔
علم ظاہری کی جستجو کشاں کشاں آپ کو مٹھن کوٹ تک لے
گئی۔ جو پنجند کے کنارے ایک خوش منظر مقام ہے۔ وہاں
قاضی عاقل محمد صاحب کے درس میں قاضی احمد علی صاحب
صدر مدرس سے عربی پڑھنا شروع کیا۔ اور "قطبی" تک
آپ نے وہاں تعلیم پائی۔ علوم معقول اور منقول عربیہ۔ دینیہ
حاصل کئے۔ طبیعت میں بے حد قناعت اور صبوری تھی

شروع ہی میں آپ کے بشرے سے رُشد اور سعادت
کے آثار ٹپکتے تھے۔ آپ نہایت مقبول صورت اور پسندیدہ
سیرت تھے۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کی نسبت یہ
مشہور ہے۔ کہ آپ ابھی اپنی والدہ کے پیٹ ہی میں تھے۔
کہ ایک دن محکم الدین صاحب مجذوب سیرانیؒ پھرتے
پھراتے آئے اور ان کے گھر دروازے پر دستک دی
آپ کی والدہ نے خیال کیا کہ باہر کوئی فقیر ہے۔ خیرات
دینے کیلئے آئیں۔ اُنھوں نے خیرات نہ لی اور سلام کر دیا۔
آپ کی والدہ نے اپنے خاوند سے بتایا کہ باہر ایک فقیر
ہے جس نے خیرات نہیں لی اور مجھے سلام کر دیا۔ آپ کے
والد کو بہت غصہ آیا اور باہر آئے۔ خواجہ محکم الدین نے
انکو دیکھتے ہی فرمایا کہ میں نے اس عورت کو سلام نہیں
کیا۔ بلکہ جو اس کے بطن میں ہے انہیں سلام کیا ہے اور جو

ایک دن بہت بڑا بزرگ ہونے والا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام سلیمان رکھنا یہ کہکر آپ چلے گئے۔ چنانچہ پیدا ہونے پر خواجہ صاحب کا نام سلیمان رکھا گیا۔ تھوڑی مدت بعد خواجہ محکم الدین صاحبؒ کا وہاں سے پھر گذر ہوا۔ اور انہوں نے اُن کو بکریاں چراتے دیکھا۔ پاس بلاکر نام پوچھا۔ تو نام سن کر بہت خوش ہوئے۔ جب آپ دورانِ تعلیم مٹھن کوٹ میں تھے۔ عمر کے پندرہویں سال میں قاضی صاحب کے ہمراہ اُوچ شریف میں قبلہ عالم خواجہ نور محمد صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خواجہ صاحب نے جب اُنہیں دیکھا تو ایسی توجہ ڈالی کہ آپ کا سینہ نورِ خدا سے بھر دیا چونکہ فخرِ جہاں فخر چشتیاںؒ نے اپنے خلیفہ اعظم خواجہ نور محمد صاحب مہارویؒ کو بشارت دی تھی کہ کوہستان مغرب سے ایک شہباز "سلیمان" نامی تمہارے دام میں گرفتار ہو گا۔ اس لئے قبلہ عالم صاحب

خواجہ نور محمد صاحبؒ بہ نفسِ نفیس خود یار باران کی تلاش میں سفر فرماتے تھے۔ بالآخر گوہرِ مقصود ہاتھ آیا۔ اور بیعت فرمایا۔ ایک عرصہ تک ہادیٔ مطلق اور مُرشدِ برحق کی خدمت میں مصروف رہے۔ بعدہٗ بہ تعمیل فرمانِ رسالت خلعت خلافت زیبِ تن فرمایا اور تمام عالم کو نعمتِ عشق سے مالامال کیا۔ حضرت قبلہ عالمؒ کی بیعت اور انوارِ ولایت کا مقناطیسی اثر سازِ فطرت پر مضراب ثابت ہوا۔ عشقِ الٰہی نے گھر کر لیا۔ آپ ایسے وقت میں مامور ہوئے۔ جبکہ علم دین ظاہری علماء کی خود پرستیوں کا شکار ہو گیا تھا۔ اور روحانی کمال گھٹ گیا تھا دلوں سے عشقِ الٰہی کا خمار اُتر چکا تھا۔ اِدھر مادہ پرستی کا طوفان آنے والا تھا۔ اخلاق و روحانیت کی اس خطرناک حالت میں لوگوں کی اصلاح اور تلقین اور ارشاد کا بوجھ آپ پر ڈالا گیا۔ جسکو آپ نے طوعاً و کرہاً اٹھایا اور منصب ولایت کو اس خوبی سے نبھایا۔ کہ آپ کے پاک نمونہ کا ایک

ایک قدم دعوتِ عمل اور قوم کے لئے چراغ راہ ہے۔

ہر کامل انسان دنیا میں آکر اخلاق کی اُس عمارت کو اٹھاتا ہے جسے زمانہ ڈھا چکتا ہے۔ چونکہ اُس وقت مسلمانوں میں شریعت اور روحانیت کا محل منہدم ہو چکا تھا۔

پس آپ کا نمونہ محض شریعت اور آپکا کام تزکیہ نفوس کی اس شاندار جھلک کا دکھانا تھا۔ جو مسلمانوں نے قرونِ اولی میں دیکھا تھا۔ یعنی آپنے آکر اُس نور کو نمایاں کیا۔ جسکی تابانی میں پایا خیر القرون حضرات صحابہ کرام کے نخلِ حیات نے پرورش پائی۔ آپ ٹھیک اسی عملی اور روحانی زندگی کا نمونہ اور ان کمالات کے مالک تھے۔ جو اسلام تلقین کرتا ہے۔

مکارم اخلاق۔ جود و سخا

سخاوت میں آپ کا دل برسات کا بادل تھا۔ بچپن سے

ہی آپ فیاض اور سیر چشم فطرت لے کر آئے تھے۔ بچپن ہی سے زندگی سادہ طرز کی تھی جو کچھ گھر میں ہوتا پکوا لیتے۔ اور جا کر ہمسایوں میں بانٹ آتے عام فیاضی کا یہ حال تھا۔ کہ جو شخص کسی چیز کی استدعا کرتا خالی ہاتھ نہ جاتا۔ ارباب دوّل ہر قسم کے تحفے زر و نقد آپ کی خدمت بھیجتے جو نہی آتے تقسیم فرما دیتے جب چیز آپ کے پاس آتی۔ جب تک صرف نہ ہو جاتی آپکو چین نہ آتا۔ اس فیاضی اور قدرت کے باوجود خود تنگدستی سے بسر کرتے تھے بسا اوقات دو۔ دو وقت فاقہ سے گذر جاتے۔ آپ کی زندگی اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کی زندہ مثال تھی۔ ایک دفعہ بارہ ہزار روپیہ نذر آیا سات ہزار مہار شریف اور پانچ ہزار سنگھڑ کے اہلِ حاجت کو دیا

ایک دفعہ نواب محمد صادق بہاولپور نے کئی ہزار روپیہ بطور نذر پیش کیا آپ نے اُسی وقت اہل حاجت میں تقسیم کر دیا۔ نواب نے عرض کی میری مراد تو یہ تھی کہ اس رقم سے لنگر کے

کئی دنوں کا خرچ چل جائے گا۔ فرمایا یہ لنگر خدا کا لنگر ہے یہاں کے لوگ باجرہ کی روٹی بھی ہضم نہیں کر سکتے۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق بخشی ہے کہ چاہوں تو لوگوں کو سنہری۔ روپہلی تھالوں میں کھانا کھلاؤں۔

وسعتِ اخلاق

اور رحمتِ عامہ کا یہ حال تھا۔ اگر کوئی بڑھیا آپ کو ٹوک دیتی تو آپ ٹھیر جاتے۔ ہر شخص کی بات کا جواب نہایت کشادہ دلی سے دیتے۔

استقامت شریعت

آپ کو بڑا خیال اس امر کا رہتا۔ کہ آپ کا قدم جادۂ شریعت سے کبھی ہٹنے نہ پائے۔ ذکر۔ فکر۔ حالتِ ہوشیاری

اور بے خودی میں استقامت کا خیال پیش نظر رہتا۔ سفر
حضر۔ صحت۔ علالت ہر حال میں احکام شریعت کی پابندی آپ کا
نصب العین تھی۔ آپ کو محویت کے عالم اور حالت سلوک میں جب
حضرت قبلہ عالم صاحب رح کے پہلے عرس شریف مجلس سماع میں وجد
طاری ہوا۔ تو ہوش میں آنے کے بعد اپنے پیر بھائی حافظ محمد جمال
ملتانی رح سے پہلا سوال یہ کیا۔ کہ میری نماز ظہر تو قضا نہیں ہوئی۔ انہوں
نے فرمایا کہ نہیں۔ اُس کے بعد دوسرا سوال یہ کیا کہ مجھ سے کوئی
کام خلاف شریعت تو نہیں ہوا۔ جواب ملا نہیں۔ آپنے فرمایا۔ الحمدللہ

عفو

تیرہ بخت حاسد آپ کی بڑھتی ہوئی شہرت کو دیکھ کر
سہہ نہ سکے۔ چاہا۔ کہ کاشانۂ ولایت کا یہ چراغ گل کر دیں
چنانچہ جب ایک بار آپ حضرت قبلہ عالم رح کے عرس سے واپس

آ رہے تھے تو چند شریروں نے دُودھ میں زہر ملا کر پلا دیا۔
آپ کو بے حد تکلیف ہوئی۔ معاملہ طشت از بام ہو گیا
حاکم وقت نے مفسد پردازوں کو قرار واقعی سزا دینا
چاہی۔ لیکن آپ نے سفارش کی اور فرمایا کہ یہ میرے دوست
ہیں انہیں کچھ نہ کہو۔ اُنہوں نے دُودھ دیا تھا۔
مگر میری طبیعت کے موافق نہ آیا۔ غرض اس طرح
سے حاسدوں کی جاں بخشی کرائی۔ اُس تاریخ کے
بعد آپ کو آخیر عمر تک دُودھ ہضم نہ ہوتا تھا۔
چنانچہ اس کا اثر ابتک آپ کی اولاد میں چلا رہا ہے

کرامات

کرامت اور اُس کے اظہار سے آپ کو دلی نفرت تھی
آپ اُسے حیض الولدیت کے نام سے موسوم کرتے تھے

آپ نے کبھی بھی قصداً اظہار کرامت نہ فرمایا۔ اگر کہیں آپ سے کرامت کا ظہور ہوا۔ تو محض خلق خدا کے فائدہ کیلیئے۔

کرامت کیا ہے؟ کرامت نتیجہ ہے نورِ باطن کا جو سچے مسلمان کو اتباعِ شریعت اور عشقِ الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ جب انسان دین فطرت کی صحیح پابندی کرتا ہے اور اپنے جی کو رذائل سے بچاتا اس میں مکارم اخلاق بھرتا اور اُسے عبادات اور ریاضیات روحانی سے آراستہ کرتا ہے تو اسمیں ایک قوت پیدا ہو جاتی ہے جسکا نام کرامت ہے ایسی حالت میں وہ روحانیت کے ایک ایسے درجے پر پہنچ جاتا ہے کہ بعض اوقات اسکی روح جسدِ خاکی سے اتنی بیزار اور ذاتِ احدیت میں ایسی منہمک ہو جاتی ہے کہ اُس کے کان خدا کے کانوں سے سنتے اور اسکی آنکھیں خدا کی آنکھوں سے دیکھتی اور اس کی زبان خدا کی زبان سے بولتی اور اُس کا ہاتھ خدا کے ہاتھ سے کام کرتا ہے۔ ایسی حالت میں

اُن سے ایسے فعل وقوع میں آتے ہیں۔ جو عام معمولی انسانوں کی طاقت سے متجاوز ہوتے ہیں۔ لیکن خدا کے ہاں روحانیت کے بہت بڑے قانون کے ماتحت اس کے حیطۂ اختیار کے اندر ہوتے ہیں۔ اُس وقت وہ جو کچھ کر رہا ہوتا ہے۔ اس کا مبداء خود خدا ہوتا ہے۔ تو پس نبی کے ذریعے سے ایسے فعل کو معجزہ اور کامل انسان کے ذریعے سے ایسے فعل کا نام کرامت ہے۔ جس کو تصوف کی اصطلاح میں خرقِ عادت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ایک دفعہ مولوی دیدار بخش صاحب پاکپتنی نے عرض کیا کہ وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ نبیؐ یا ولی کو کچھ قدرت نہیں کہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکیں۔ حضور اس عقیدہ کی تردید میں احادیث یا آیت فرمائیں۔ سُن کر فرمایا ٹھیک ہے۔ نبی یا ولی کو قدرت نہیں کہ کسی کو نفع یا نقصان

پہنچا سکیں۔ آپ سے تردد پیدا ہوا تو فرمایا اس کا مطلب تم نہیں سمجھے۔ اس کا مدعا یہ ہے کہ جو کچھ اُن سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ لوگ درمیان نہیں ہوتے چنانچہ مولانا جامی نے "لوائح" میں فرمایا رفت او زمیاں ہمیں خدا ماند خدا۔ الفقر اذا التم هو الله حدیث میں آیا ہے لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَکُوْنَ سَمْعَهٗ فِیْ یَسْمَعُ وَبَصَرَهٗ فِیْ یُبْصِرُ وَلِسَانَهٗ فِیْ یَنْطِقُ وَیَدَهٗ فِیْ یَبْطِشُ (ترجمہ) میرا بندہ ہمیشہ میری طرف نوافل سے مقرب ہوتا ہے حتیٰ کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں پس وہ مجھ سے سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں کہ وہ مجھ سے دیکھتا ہے اور زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے دوسری حدیث شریف اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ (عمر کی

زبان پر خدا بولتا ہے) تیسری حدیث شریف اِتَّقُوا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ (مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ نورِ خدا سے دیکھتا ہے) انبیاء کرام اس کے اظہار پر مامور ہوتے ہیں۔ لیکن کامل مسلم سے ایسے فعل بے اختیار سرزد ہوجاتے ہیں۔ حالتِ محویت میں آپ سے بہت کم خوارق عادات کا اظہار ہوا۔ باوجود انتہائے کمال عرفان اور جذبۂ عشق کے آپ نے کبھی ایسی کرامت ظاہر ہونے دی جو سنّتِ نبوی یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پاک زندگی سے الگ تھلگ ہو۔

جب کبھی کسی خرقِ عادت کا ظہور آپ سے ہوا اُس پر کتمانِ شریعت کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ یہ ایک خاص بات ہے جو آپ کو نمایاں اور ممتاز کرتی ہے۔

بابا پانی دریا کا مشہور واقعہ آپ کی نسبت بہت مشہور ہے

آپ ایک دفعہ بہار شریف سے واپس تشریف لا رہے تھے جب دریا سندھ پر پہنچے تو کشتی نہ ملی ہم سفر کافی ساتھ تھے گرمائی دھوپ میں لوگوں کی تکلیف کے پیشِ نظر کافی انتظار کے بعد آپ نے اپنے خلیفہ سے فرمایا۔ ایک توبہا بناؤ جس پر ہم بیٹھ سکیں خلیفہ نے توبہا تیار کر دیا۔ آپ نے اس پر بیٹھ کر کہا کہ اسے دریا میں لے چل خلیفہ نے آپ کا حکم مانا اور توبہے کو لے کر دریا میں چل دیئے خدا کی قدرت نہایت آسانی سے بحفاظت تمام ساتھیوں سمیت دریا کو عبور کیا۔ اسی عزم و توکل کا نتیجہ تھا کہ ان پاک ہستیوں نے دنیا کو نگین کیا۔

اجابتِ دُعا

خدا کی مخلوق کی حاجت روائی کے لئے آپ کا دستِ

دعا ہر وقت اٹھا رہتا تھا اور جونہی ہاتھ اُٹھتے درگاہِ حق میں اجابت کے دروازے کھل جاتے اور سینکڑوں بے نصیب حصہ پاتے۔ آپ کی قبولیتِ دعا سے روزانہ سینکڑوں لوگوں کے مقاصد حل ہوتے تھے۔ چند واقعات کا ذکر ضروری ہے۔ جب انگریزوں نے شاہ شجاع کی امداد سے دوست محمد خاں والئے کابل پر حملہ کیا۔ تو دوست محمد خاں نے آپ کی خدمت میں عرض لکھی۔ دعا طلب کی آپ نے اس کی فتح کے لئے دعا کی اور جواب میں یہ شعر اُسے لکھا ؎

ہر آں کہ استعانت نزدرویش بُرد
اگر بہ فریدوں زد اوبیش بُرد

چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ انگریزوں نے شکست کھائی اور خان کامیاب ہُوا۔

ایک دفعہ نواب بہاولپور گلے میں رومال ڈال کر حاضر ہوئے اور اپنے لاولد وزیر محمد یعقوب کے لیے دعا طلب کی۔ آپ نے دعا کی اور قبولیت کا وعدہ دیا۔ خدا نے اُسے تین بیٹے متواتر دیئے۔

ایک دفعہ پہاڑی نالہ سے شہر گرنے لگا۔ لوگوں نے آکر فریاد کی۔ آپ ان کے ساتھ کنارہ پر چلے گئے۔ دعا مانگی۔ اُسی روز پانی نے کنارہ چھوڑ دیا اور دوسرے کنارے جا لگا۔

ایک دفعہ زور کا ٹڈی دل آیا جس نے پیداوار کو برباد کرنا شروع کیا لوگ تنگ آکر آپ کی خدمت میں دعا طلبی کے لیے حاضر ہوئے اور فریاد کی آپ نے تبسّم کر کے فرمایا ٹڈی سے کہدو۔ تیرا کھاجا گھاس ہے اور ہمارا کھانا دانہ ہے۔ اسے چھوڑ دے۔ لوگوں نے ٹڈی دل کو پیغام سلیمانی پہنچایا۔ عرصہ تک ٹڈی رہ گئی لیکن وہ گھاس کھاتی تھی اور دانہ چھوڑ دیتی تھی۔

ایک شخص نے آپ کی خدمت میں شکایت کی کہ میرے گھر میں اتنی چیونٹیاں ہیں کہ ہم نہیں رہ سکتے۔ آپ نے ظرافت کے طور پر فرمایا کہ چیونٹیوں سے کہدو کہ میرے گھر سے دور ہوں۔ ورنہ بہاول لنگوٹیاں کا لشکر چڑھا لاؤں گا۔ اس شخص نے بل کے نزدیک جا کر پیغام سلیمانی دیا۔ چیونٹیاں اسی روز بھاگ گئیں۔

مؤلف منتخب کے والد نے شکایت کی کہ دریا سندھ سے اسکی زمیں برد ہو رہی ہے اور اس کا گذارہ محض اسی پہ ہے۔ آپ نے ڈھیلے اٹھا کر دیئے کہ خدا کا نام لے کر دریا میں ڈال دو۔ تعمیل کی گئی۔ دریا نے رستہ چھوڑ دیا۔

بی بی رحیم النسا ایک شریف زادی تھی ایکدفعہ اس نے شکایت کی کہ مجھے قبر کی تاریکی کا ڈر ہے۔ فرمایا خدا تیری قبر کو روشن کریگا سوئی تو خواب دیکھا کہ وہ قبر میں ہے اور اس کی قبر نور سے معمور ہے

یوں تو مخلوق خدا پر شفقت اور دستگیری کے لئے آپ کا ہاتھ لمبا تھا۔ لیکن مریدوں کے حال پر خاصی نظر عنایت تھی۔ اس لئے اکثر اوقات ایسی کرامت کا ظہور ہوا۔

میاں حسن شاہ عسکری ایک صاحب نسبت بزرگ تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غروب آفتاب کا وقت تھا۔ میں آپ کی خدمت میں تصوّف کی کتاب پڑھ رہا تھا کہ یکایک آپ کو جوش آیا اور ہاتھ کو حرکت دی۔ فرمایا چل چل۔ اتنے میں پانی کے چھینٹے ظاہر ہوئے جو میرے کپڑوں اور کتاب پر آن پڑے میں حیران ہوا اور اٹھ کر لوگوں میں آبیٹھا۔ دوسرے روز چند زائرین آئے انہوں نے بیان کیا کہ کل غروب آفتاب کے وقت ہم دریا میں تھے کشتی ڈوبنے لگی۔ ہم نے فریاد کی۔ دریا سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس نے کشتی کو دھکا دیا اور فرمایا چل چل۔ خدا کی قدرت کشتی بچ گئی اور ہم صحیح سلامت کنارے لگے۔

ایک دفعہ نواب بہاولپور نے تسخیر قلعہ اختیار خان کے لئے دعا طلب کی آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا انشاءاللہ عنقریب وہ تمہارے ہاتھوں سے مسخر ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

کمالات کا ارتقاء

فیضانِ قدرت نے آپکو نہایت بلند فطرت اور اعلیٰ سیرت عطا کی تھی آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک واقعہ عالی ہمتی اور تلاشِ کمال کے کارناموں سے لبریز ہے جستجو کمال میں پانچ برس کی عمر میں مادر مشفق کی گود سے جدا ہوئے اور جب تک گوہر مقصود کو نہ پالیا واپس نہ ہوئے۔ جفا کشی کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ۱۸۰ میل کا سفر تین دن میں طے کیا۔ پاؤں سے خون اتنا بہا کہ جوتے سے نکل پڑا پھر بھی چلتے رہے۔ بیکانیر کے بے آب لق و دق ریگستان میں روزانہ ۶۰، ۷۰ میل چلے سحور، افطار۔ رمضان کے روزے ادا کرتے رہے زرِ نقد جو کچھ ہاتھ لگتا اور وہاں کو دے دیتے۔

ایک ہم سفر چوروں کے خوف سے کانپنے لگا تو اس کی جیب سے روپے نکال جنگل میں پھینکدیئے اور محض توکل کے زادِ راہ سے اس خطرناک سفر کو طے کیا۔ اسی سفر میں ایک امیر نے ہُنڈی لکھدی تو وہ اس رفیق کو دے دی۔ الغرض بچپن سے ہی نظر آتا ہے کہ وہ جس سیرت اور فطرت کے مالک ہیں وہ معمولی نہیں۔ بلکہ قدرت نے آپکو کسی انتہائی کمال کے لئے خاص کیا ہے۔ نتیجہ یہ کہ آپ کی ولایت کا شہرہ مشرق سے مغرب تک پھیل گیا اور تو تشنہ کے بے آب دگیاہ صحرا پر خدا کی رحمت کا یہ سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ ہزاروں لوگ دور دراز سے آتے اور دامن گوہر مقصود سے بھر کر چلے جاتے سینکڑوں مستقل طور پر آکر بیٹھ گئے۔ تاکہ آفتاب ولایت سے دل کو منور کریں۔ چونکہ آپ کی تلقین و ہدایت زیادہ تر شریعت اور احیائے سنت کے بغیر نہ تھی۔ اس لئے ان میں اکثر چیدہ اور برگزیدہ علماء تھے جو علم و عمل کے ساتھ ذوقِ روحانی کے نشہ میں

پچور تھے۔ قدرت نے آنے والی مسلمان نسلوں کو دکھلایا کہ آج بھی دور نہیں کہ اگر مسلمان شریعت بیضا کی صحیح تابعداری کریں تو شوکتِ سلیمانیؑ۔ دمِ عیسےٰ۔ اعجازِ موسےٰ کی روحانی وراثت کے ورثہ دار ہو سکتے ہیں عین اسی زمانہ میں جبکہ مغرب کی مادہ پرستی کی کالی گھٹا روحانیت کے چراغ کو گُل کرنے والی تھی جس کے باعث اسلام کے مغرب پرست سپوت روحانی کمالات کے انکار پر مجبور ہونے والے تھے۔ ایسے وقت میں آپ کے ظہور سے قدرت نے دکھلا دیا کہ آپ کی زندگی اُن کے لئے شمعِ راہ ہے۔

اقوال

اصل یہ ہے۔ کہ جادۂ شریعت وطریقت پر آپ کا ایک ایک قدم دعوتِ عمل کی ترغیب اور صدائے حق پر لبیک تھا جس سے علماء اور فقراء نے یکساں طور پر عملی اور روحانی زندگی کا سبق لیا۔ اس بارے میں سینکڑوں اقوال آپ کے تذکرہ میں بھرے

پڑے ہیں جن کو آپ نے اپنی زندگی میں بار بار دُہرایا۔ اُن میں سے چند یہ ہیں۔

اول، علم عذاب کا باعث بھی ہے اور ثواب بھی۔ ثواب جب جبکہ اُس کے ساتھ ہدایت شامل ہو۔ ورنہ وہ سر کا بوجھ ہے۔

دوم، عالم دوزخ یا بہشت میں اکیلا نہیں جائیگا بہشت میں جائیگا تو سینکڑوں کو ہمراہ لے کر اور دوزخ میں پہنچیگا تو ایک جتھے سمیت۔ کیونکہ ہدایت اور گمراہی کا مدار عالم کے نمونہ پر ہے

سوم، علم ایک تلوار ہے اگر عالم کے بازو میں قوت عمل ہے تو اس سے دشمن (شیطان) کا کام تمام کریگا۔ ورنہ وہی شخص (دشمن) اسکی تلوار سے اس کا سر اُڑا دیگا۔

چہارم، اے بٹیا۔ ہدایت علم میں نہیں اِس کا تعلق نصیبۂ ازلی اور قوت عمل پر ہے۔ اگر اس کا مدار علم پر ہوتا تو علامہ زمخشری کا بے مثل عالم معتزلی نہ ہوتا۔

پنجم اے بیٹا تسلی کر کہ اگر ہدایت تیرے نصیب میں ہے تو علم تیرے عمل کا زیور ہو گا۔

فیوض باطنی: آپکے فیوض باطنی کا سلسلہ بہت وسیع تھا۔ سید احمد مدنی عرب میں، سید مستان شاہ کابلی افغانستان میں، خلیفہ محمد باران سرحد میں مولوی محمد علی صاحب شمالی ہند میں، مولوی دیدار بخش صاحب جنوب پاکپتن میں، مولوی خیر پوری سندھ میں، مولوی نجم الدین جھنجوی دہلی میں۔ سید محرم علی چشتی اورنگ آباد میں، حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب سنگھڑ میں اور اس کے علاوہ اور بھی کافی ہیں۔ یہ وہ بزرگ ہیں کہ جہاں گئے اور جہاں رہے ان سب الگ الگ چشمہ ولایت پھوٹا۔ ان کے علاوہ درجنوں کی تعداد جو تقریباً تمام اسلامی دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلے اور اپنے فیوض اور مقدس نمونوں سے ملت اسلام کو فروغ دیا۔

متروکات: آپ نے زر نقد یا جنس میں سے کچھ نہیں چھوڑا تھا۔ فقراء کیلئے چند کوٹھریاں۔ گھر کے اسباب میں سے مٹی کے چند برتنوں کے سوا کوئی چیز قابل ذکر نہیں۔

وفات: آخر وقت آیا۔ کہ وہ مظہرِ رحمت رفیقِ اعلیٰ سے جاملیں۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے یہ شعر آپ کی زبان پر تھا ؎

آہن کہ بپارس آشنا شد فی الحال بصورت طلا شد

اور کسی وقت یہ شعر پڑھتے ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد

ماہ صفر کا چاند نمودار ہوا لوگوں نے اطلاع کی تو فرمایا۔ خدا خیریت کرے۔ یکم صفر ۱۲۶۷ھ جمعہ کے دن آپ کو زکام کا عارضہ ہوا تین دن تک نامعلوم سی تکلیف ہوئی چوتھے دن تکلیف بڑھ گئی۔ تاہم وِرد وظائف میں فرق نہ آیا۔ حکمانے تدبیریں کیں مگر مرض بڑھتا گیا۔ چھٹے روز مرض کی شدت ہوئی جمعرات کی رات عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں نہ جاسکے اور حجرہ میں ادا فرمائی۔ اس کے بعد مقررہ وظائف لیٹے لیٹے پڑھے۔ یہاں تک کہ تہجد کا وقت آیا۔ اٹھ بیٹھے اور نماز ادا کی بے قراری بڑھ گئی۔ چارپائی پر کبھی اٹھتے کبھی لیٹتے تھے۔ ہندی کا یہ فقرہ زبان

پربھات ۵ مُنہ توں پلڑا دُور کر
گلاں کرائیں رج

رمزدان سمجھ گئے کہ محبوب حقیقی سے ملنے کا آخری وقت ہے۔ پاس انفاس کی وجہ سے ذکرِ الٰہی کی آواز حجرے سے باہر نکل رہی تھی۔

(جمعرات ۷ صفر ۱۲۶۷ھ ۸۴ سال کی عمر میں یہ نعمت عظمیٰ اپنا فرض ولایت پوری طرح سر انجام کر کے ظاہر طور پر دنیا سے چھین لی گئی) لیٹے تو آخری سانس اکھڑ کر روح قدسی اعلیٰ علیین میں جا ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

مزار مبارک تونسہ مقدسہ میں زیارت گاہ عالم ہے۔

مرتبہ

نیاز نقش رحیم بخش خادم درگاہ سلیمانیؒ

تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان

—

السلام و علیکم دوستو
امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے
یہ کتاب پی ڈی ایف کرنے کا یہی مقصد ہے
کہ تمام دوست اسے پڑھ کر فائدہ حاصل کر
سکیں اسے محنت سے پی ڈی ایف کی گئ
لہذا آپ اپنے دوستوں کو شئر کرتے رہیں

جذاک اللہ

خلیفہ مدنی تونسوی
تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان
03321717717